یزیدیوں کے عبرتناک انجام کی لرزہ خیز داستان

یزید کے غازی

پیشکش

ماتریدی ریسرچ سینٹر

زیر اہتمام

سُنّی موومینٹ

ناشر

تحفظ عقائد اہلِ سُنّت، ہند

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

الصّلوٰۃ والسّلام علیکَ یا رسول اللّٰہ

یزید کے غازی

تصنیف لطیف

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیضِ ملت، مفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

سُنّی پبلی کیشنز

2818/6، گلی گڑھیا، کوچہ چیلان، دریا گنج، دہلی-2

Mob. 09867934085 / 9310381216

E-mail: zubair006@gmail.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	:	**یزید کے غازی**
مصنف	:	علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی
صفحہ سازی وتصحیح	:	محمد زبیر قادری (موبائل:09867934085)
سنِ اشاعت	:	۱۴۴۰ھ/ ۲۰۱۹ء
تعداد	:	گیارہ سو
صفحات	:	24
قیمت	:	20/روپے

کتاب ملنے کے پتے

☆ کتب خانہ امجدیہ، ۴۲۵ مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ۶ 011-23243187

☆ نیوسلور بک ایجنسی 14، محمد علی روڈ، بھنڈی بازار، ممبئی۔ ۳

☆ عرشی کتاب گھر، حیدرآباد

☆ مدینہ کتاب گھر، اولڈ آگرہ روڈ، مالیگاؤں، مہاراشٹر (موبائل 9325028586)

☆

پیش لفظ

الحمدللہ ہم سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حقانیت اور شہادت پر اتنا پختہ یقین رکھتے ہیں کہ سورج کے طلوع وغروب سے بھی بڑھ کر۔

ہاں جس بدبخت ٹولہ کو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بغاوت کے تصورات گندے ذہن میں سماگئے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے فقیر کی یہ تصنیف ''یزید کے غازی'' چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے، اس لیے کہ جن بدقسمتوں نے سیدنا امام حسین اور آپ کے رفقا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کربلا میں شہید کیا ان کا انجام بدبتانا ہے کہ

دین است حسین دیں پناہ است حسین
حقا کہ بنائے لاالٰہ الا اللہ است حسین

اور

قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور۔ پاکستان

۱۰ محرم ۱۴۱۵ھ

مقدمه

فضائل سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بے شمار فضائل احادیث مبارکہ سے ثابت ہیں، چند یہاں عرض کردوں تاکہ یزید کے غازیوں کی بربادی پر مہر ثبت ہو۔

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی چچی سیدہ حضرت اُم الفضل بنت حارث سیدنا حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی زوجہ ایک روز بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آج میں نے ایک خوفناک خواب دیکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

ماھو؟ کیا دیکھا ہے؟

عرض کیا حضور بہت خطرناک ہے۔ فرمایا وہ کیا ہے؟

عرض کیا حضور: رأیت کأن قطعة من جسدك قطعت فی حجری

یعنی میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسم اطہر کا ایک ٹکڑا کاٹا گیا اور میری گود میں رکھا گیا۔

ارشاد فرمایا: رأیت خیرا تلد فاطمة إن شاء الله غلاما فیکون فی حجرك۔

تم نے بہت اچھا خواب دیکھا ان شاءاللہ العزیز فاطمہ کے ہاں ایک بیٹا ہوگا اور وہ تمہاری گود میں رکھا جائے گا۔

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم، کتاب معرفة الصحابة رضی اللہ عنھم، اول فضائل ابی عبداللہ الحسین بن علی الشھید رضی اللہ عنہما ابن فاطمة، جلد ۳ صفحہ ۱۹۴، رقم الحدیث ۴۸۱۸، دارالکتب العلمیة بیروت)

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی فرمائی یہ تعبیر پوری ہوئی۔ سید الشھداء شہزادۂ کونین سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ۵ شعبان ۴ھ میں سیدنا حضرت مولا علی کرم اللہ وجھہ الکریم کے گھر سیدہ عالم حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کے شکم اطہر سے پیدا ہوئے اور سیدہ اُم الفضل رضی اللہ عنہا کی

گود میں دیئے گئے تھے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

كَانَ أَشْبَهَهُمْ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ (بخاری شریف، کتاب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب مناقب الحسن والحسین رضی اللہ عنہما، جلد ۵ صفحہ ۲۶، رقم الحدیث ۳۷۴۸، دار طوق النجاۃ)

وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم شکل تھے۔

سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ سے پوچھا گیا:

أَيُّ أَهْلِ بَيْتِكَ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟

میں نے آپ کو کہا: کون زیادہ آپ کو پیارے ہیں؟

فرمایا: الحَسَنُ وَالحُسَيْنُ حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

اکثر اوقات سیدہ عالم خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو فرماتے کہ میرے بیٹوں کو بلاؤ۔ جب حاضر ہوتے تو آپ

وَكَانَ يَقُولُ لِفَاطِمَةَ ادْعِي لِيَ ابْنَيَّ، فَيَشُمُّهُمَا وَيَضُمُّهُمَا إِلَيْهِ۔

(سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ، باب مناقب الحسن والحسین رضی اللہ عنہما، جلد ۶ صفحہ ۱۲۱، رقم الحدیث ۳۷۷۲، دار الغرب الاسلامی بیروت)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان الحسن والحسین ھما ریحانی من الدنیا ۔ (ترمذی)

حسن و حسین رضی اللہ عنہما یہ دونوں دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔

حضرت یعلیٰ بن مرۃ: قال قال رسول اللہ ﷺ حسین منی وانا من الحسین احب اللہ من احب حسیناً حسین سبط من الاسباط ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ اللہ اُس سے محبت کرے جو حسین سے محبت کرے۔ حسین اسباط میں سے ایک سبط ہیں۔

(سبط اس درخت کو کہتے ہیں جس کی جڑ ایک ہو اور شاخیں بہت جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے اسباط کہلاتے ہیں، ایسے ہی حضرت حسین رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سبط ہیں) (یہ ہے کہ اس شہزادہ سے میری نسل چلے گی اور ان کی اولاد سے مشرق و مغرب بھرے گی) دیکھئے

آج ساداتِ کرام مشرق و مغرب میں ہیں اور یہ بھی ملاحظہ کیجیے کہ حسنی سید کم ہیں اور حسینی سید بہت۔

کرسی کے لیے نہیں دین کی کسمپرسی کے لیے

یزید پرستوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر یہ الزام بھی لگایا ہے کہ آپ محض اقتدار کی خاطر کربلا میں مرے، اسی لیے ان کے لیے ایک مقتدا مولوی حسین علی واں بھچران نے ''بلغۃ الحیر ان'' میں کہہ دیا

کور کورا نہ مرو در کربلا ☆ تانیفتی چون حسین اندر بلا

اندھا ہو کر کربلا میں نہ جانا کہ حسین کی طرح کسی بلا میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔

یہ اُن کی حسین دشمنی کا بین ثبوت ہے، اس لیے کہ اگر نفسیاتی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ دنیا میں انسان دو چیزوں کو بہت عزیز سمجھتا ہے، سب سے محبوب ترین چیز اس کے نزدیک اپنی زندگی ہے، پھر مال و دولت۔ حضرت امام حسین کو بھی بحیثیت انسان ان چیزوں سے محبت ہونی چاہیے تھی مگر اس قسم کی نہیں جو ہمارے دور کا طرۂ امتیاز ہے یا جس میں حرام و حلال کا امتیاز نہیں رکھا جاتا اور جائز و ناجائز کا خیال پیش نظر نہیں ہوتا۔ حضرت امام حسین کا سیاسی اور مذہبی مسلک وہی تھا جو اسلامی روح کا قدم قدم پر سچا اور حقیقی ترجمان ہے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنی ذات کو آرام پسندی کی بنیاد پر ان مصائب و خطرات سے کبھی نہیں بچایا جن کے لیے جان دینا روحِ اسلام اور عین اخلاق ہو سکتا ہے۔ ان کی پالیسی بحیثیت انسان ہمارے دور کے بہترین سیاستدان اصحاب کی پالیسی نہ تھی جو اپنے مفاد کی خاطر ظلم و ستم کی حد تک سب کچھ کر گزریں اور اس کے باوجود خود کو حق بجانب تصور کریں اور ساتھ ہی یہ دعویٰ کریں کہ انہوں نے حق و انصاف کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ ایسے سیاستدانوں کے اعمال کو دنیا ہدفِ تنقید بناتی ہے لیکن اس دور کے سیاسی حالات و واقعات اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی پالیسی پر سینکڑوں برس کے تبصرے موجود ہیں۔ ان تمام تبصروں اور تحریروں کے مطالعے کے بعد کوئی ذوقِ سلیم رکھنے والا یہ نہیں کہہ سکا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنی جان و مال و اعزّہ کو جس اخلاق و وقار اور شرافت نفس کی بنا پر قربان کر دیا وہ کسی بھی نقطۂ

نظر سے یا کسی بھی حیثیت سے قابلِ اعتراض ہوسکتا ہے۔ یہ جذبۂ ایثار وقربانی اپنی مثال آپ ہی تھا۔ تاریخ کے صفحات ایسی مثال پیش کرنے سے قاصر ہیں با الفاظ دیگر ایسی خصوصیات اور ایسی اعلیٰ شرافت اخلاق کے ساتھ حق پرستی کی خاطر جان دینے والے بہت ہی کم ہوتے ہیں۔ درحقیقت واقعۂ کربلا صرف شانِ مظلومیت کا مظہر نہیں ہے بلکہ اس کی عظمت واہمیت کا انحصار صرف اور صرف اس بات پر ہے کہ انسانی سیرت کی پاکیزگی اور چند مکمل انسانوں کی باکمال فطرت اس سے منسلک ہے۔ ان چند باکمال فطرت انسانوں سے عملاً وہ کام کر دکھایا جو ہمارے دور کے لوگوں سے لفظاً بھی نہیں ہوسکتا، کیوں کہ کسی کام کو لفظاً انجام دینے کے لیے بھی سلیقہ درکار ہے اور یہ سلیقہ ہمارے دور میں ناپید ہے۔

میدانِ کربلا کے مادی مصائب یا ریگستانِ عرب کے جاں سوز اور مہلک اثرات کا اندازہ کسی آرام گاہ میں بیٹھ کر نہیں لگایا جاسکتا۔ اس کیفیت وصعوبت کا اندازہ صرف اس صورت میں ہوسکتا ہے جب انسان براہِ راست گرم ہوا، تپتی ہوئی ریت، جانکاہ تشنگی اور اس قسم کی بے شمار زحمتوں کا تجربہ کرے، پھر یہ ممکن ہے کہ جذبۂ ایثار اور احساسِ قربانی کی اس اعلیٰ وارفع منزل پر کچھ نہ کچھ رسائی ہوسکے، جہاں امام حسین کی اور آپ کے متبعین اور اعزا کی پاکیزہ فطرت سرِمو نہ ہٹی اور آخر وقت تک قائم رہی۔ امام حسین رضی اللہ عنہ میدانِ کربلا میں کس طرح جلوۂ افروز ہیں، عزیز ترین گوشہ ہائے جگر کو سپردِ خاک کر چکے ہیں، بہترین رفیق جدا ہو رہے ہیں، خاندان اور اہلِ کنبہ کسمپرسی کے عالم میں ہیں، مظلومیت کی فضا چھائی ہوئی ہے، خواتین کا ناموس مخالفین سے محفوظ نہیں، تیروں کی بارش ہو رہی ہے، خیمہ کے قرب وجوار میں آگ کی خندق شعلہ فشاں ہے، تشنگی وکرب سے دل وجگر کے ٹکڑے ہو رہے ہیں، عزیز مریض و مجروح ہیں لیکن ان تمام باتوں کے باوجود حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ حقانیت اور اسلامی مفاد کی خاطر ایک غاصب اور نااہل خلیفہ کی معزولی یا استیصالِ یزید کی نیت سے تمام کو رخصت کر کے نبرد آزما ہوتے ہیں۔ حیدر کرار رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند نے وہ رن ڈالا کہ کربلا کی زمین تھرّا اُٹھی۔ لڑتے لڑتے وہ تھک گئے پھر وہ سوچنے لگے آخر میں کیوں بے تحاشا انسانوں کا

خون بہائے جارہا ہوں، ان کا ہاتھ ڈھیلا پڑ گیا۔ بس پھر کیا تھا چاروں طرف سے تیر برسنے لگے، تلواریں پڑنے لگیں۔ امام حسین رضی اللہ عنہ بُری طرح زخمی ہوگئے حتی کہ وہ ۲۳ / زخم تیر کے اور ۳۴ / زخم تلواروں کے کھا کر سر بسجدہ شہید ہوجاتے ہیں لیکن وہ یہ گوارا نہیں کرتے کہ اس خلفشار میں اپنی جان و مال اور عزیز واقارب کسی منافقت سے بچالیں۔ وہ اس نازک موڑ پر کسی مصلحت یا حیلے سے کام نہیں لیتے۔ یہاں یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ یہ شہادت مایوسی کے عالم میں نہیں ہوتی بلکہ ایقان وتوکل، ایمان وضمیر، شکر وصبر، ایثار وحریت کی وہ تاباں شعاعیں جو فیض نبوت سے ملی تھیں اس وقت بھی وہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہمراہ پوری طرح تابانی میں ہیں۔ امام حسین رضی اللہ عنہ رات کو اس طرح دعا فرماتے ہیں: خدایا تجھ کو معلوم ہے مگر میرے اصرار پر بھی میرے ساتھی میرا ساتھ نہیں چھوڑتے۔ میرے بھائی بہن بچے سب تجھ پر قربان ہوں۔ احکم الحاکمین میری ناچیز قربانی قبول فرما۔ میری التجا ہے کہ بچوں کی محبت میرے مقصد ایثار میں (جو تیرے لیے ہے) حائل نہ ہو۔ میرے حوصلے بلند کر۔ مجھے توفیق دے کہ دشمن کے سامنے جری بن کر گلا کٹاؤں، عزیزوں کے جنازے اُٹھاؤں مگر زبان پر شکر وصبر کے سوا کچھ نہ ہو۔

اس تقریر سے بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ یہ جذبۂ ایثار کس نوعیت کا تھا اور مظلومیت پر رونے دھونے کے بجائے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی سیرت میں کون سی مافوق الفطرت جرأت موجود تھی، جو حق کو ناحق سے علیحدہ کرنے کے لیے بے قرار تھی۔ یہ ایثار وقربانی حصولِ دولت کے لیے نہیں، حصولِ اقتدار کے لیے نہیں، منصبِ خلافت پر فائز ہونے کے لیے نہیں، شہرت کے لیے نہیں بلکہ صرف اور صرف خدا کے لیے، اسلامی ثقافت کے تحفظ کے لیے، جمہوریت کے لیے، فسق و فجور، ظلم وعصیاں کو حرفِ غلط کی طرح مٹا دینے کے لیے، یزید کی نااہلیت کا قلع قمع کرنے کے لیے۔ چنانچہ میدانِ جنگ میں امام حسین رضی اللہ عنہ ہی کے یہ الفاظ ہیں جنہیں راشد الخیری نے اپنی کتاب ''تاریخ شہادت'' میں اس طرح لکھتے ہیں: بیعت یزید ناممکن ہے، میں صبر واستقلال وایثار وخودداری کی بنیاد مسلمانوں کے لیے رکھتا ہوں۔ تجھے بتائے دیتا ہوں کہ تیری توقعات پوری نہ ہوں گی اور دنیا تجھ کو بہت جلد اپنا کرشمہ دکھادے گی۔ خدا مجھ کو اس دن کے لیے زندہ نہ

رکھے کہ میں چندروزہ زندگی کے واسطے ایک فاسق و فاجر کا بیعت کا دھبہ بنو۔ فاطمہ کے دامن پر داغ لگاؤں۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے باضمیر بنایا۔ یہ کھٹکا تھا کہ کہیں میرا ضمیر بچوں کی محبت یا شفقت پدری کی بنا پر مجھ کو دغا نہ دے جائے مگر نہیں یہ ماں کے دودھ کا اثر تھا کہ جھوٹی توقعات اور فانی ضروریات حقیقت سے مغلوب ہوگئیں اور میں سرخرو خدا کے حضور میں جاتا ہوں۔

اس جذبۂ ایثار میں کسی مادی مفاد کا شائبہ تک موجود نہیں اور نہ کسی ملکی ہوس کا جذبہ کار فرما ہے۔ حضرت امام حسین کی پاکیزہ فطرت جس جذبۂ ایثار کی عکاسی کرتی ہے، اس کا تقاضا ہے کہ وہ تمام شعبہ ہائے زندگی میں نظر آئے۔ حضرت امام حسین کی ہمہ قسم کی سرگرمیاں اس بات کی شاہد ہیں کہ وہ اسلامی اُصولوں کو پاکیزہ عمل کا محرک سمجھتے تھے۔ اسی لیے

سرداد نداد دست بردست یزید　　　حقا کہ بنائے لا الٰہ الا اللہ ہست حسین

سر دے دیا لیکن یزید کے ہاتھ پر بیعت نہ کی۔ بخدا کہ کلمۂ اسلام کی بنیاد حسین ہیں۔ (رضی اللہ عنہ)

یزیدی غازیوں کا انجام بد

اللہ تعالیٰ ناحق قاتلین کے متعلق فرماتا ہے:

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ○ (سورۂ النساء، آیت نمبر ۹۳)

اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنّم ہے کہ مدتوں اس میں رہے اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت کی اور اس کے لیے تیار رکھا بڑا عذاب۔

فائدہ

کون نہیں جانتا کہ یزید اور اس کے غازیوں نے جتنا بے گناہوں کو تہ تیغ کیا وہ ناحق ہی تو تھے۔

امام حسین کی بددعا

جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ پیاس سے دریائے فرات پر پہنچے اور پانی پینا چاہتے تھے کہ کم بخت حصین بن نمیر نے تیر مارا جو آپ کے دہن مبارک پر لگا۔ اس وقت آپ کی زبانِ

مبارک سے بے ساختہ بد دعا نکلی کہ یا اللہ! رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بیٹی کے فرزند کے ساتھ جو کچھ کیا جا رہا ہے میں اُس کا شکوہ تجھ ہی سے کرتا ہوں۔ یا اللہ! ان کو چن چن کر قتل کر، اُن کے ٹکڑے ٹکڑے فرما دے، اُن میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑ۔

دعا کا اثر

ایسے مظلوم کی بد دعا پھر سبط رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کی قبولیت میں شبہ کیا تھا۔ دعا قبول ہوئی اور آخرت سے پہلے دنیا ہی یزید کے غازی میں ایک ایک کر کے بُری طرح مارے گئے۔

امام بخاری کے استاد کا بیان

امام بخاری کے استاد امام زہری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو لوگ قتل حسین رضی اللہ عنہ میں شریک تھے، ان میں سے ایک بھی نہیں بچا جس کو آخرت سے پہلے دنیا میں سزا نہ ملی ہو۔ کوئی قتل کیا گیا، کسی کا چہرہ سخت سیاہ ہو گیا یا مسخ ہو گیا یا چند ہی روز میں ملک وسلطنت چھن گئی اور ظاہر ہے کہ یہ ان کے اعمال کی اصلی سزا نہیں ہے بلکہ اس کا ایک نمونہ ہے، جو لوگوں کے عبرت کے لیے دنیا میں دکھا دیا گیا تھا۔

یزید کا غازی اندھا ہو گیا

سبط ابن جوزی نے لکھا کہ ایک بوڑھا آدمی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں شریک تھا وہ دفعتہً نابینا ہو گیا۔ لوگوں نے سبب پوچھا اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو خواب میں دیکھا کہ آستین چڑھائے ہوئے ہیں، ہاتھ میں تلوار ہے اور آپ کے سامنے چمڑے کا وہ فرش ہے جس پر کسی کو قتل کیا جاتا ہے اور اس پر قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ میں سے دس آدمیوں کی لاشیں ذبح کی ہوئی پڑی ہیں۔ اس کے بعد مجھے ڈانٹا اور خونِ حسین رضی اللہ عنہ کی ایک سلائی میری آنکھوں میں لگا دی۔ میں صبح کو اُٹھا، تو اندھا تھا۔

یزید کے غازی کا منہ کالا ہو گیا

حضرت علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ جس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو اپنے گھوڑے کی گردن میں لٹکایا تھا اس کے بعد اُسے دیکھا گیا کہ اس کا منہ کالا

(تارکول جیسا) ہوگیا۔ لوگوں نے پوچھا کہ تم سارے عرب میں خوش رو آدمی تھے، تمہیں کیا ہوگیا۔ اُس نے کہا جس روز سے میں نے یہ سر مبارک گھوڑے کی گردن میں لٹکایا، جب ذرا سوتا ہوں دو آدمی میرے بازو پکڑتے ہیں اور مجھے ایک دہکتی ہوئی آگ پر لے جاتے ہیں اور اُس میں ڈال دیتے ہیں جو مجھے جھلس دیتی ہے اور اسی حالت میں چند روز کے بعد مر گیا۔

یزید کا غازی آگ میں جل گیا

حضرت ابن جوزی نے سدی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ایک شخص کی دعوت کی۔ مجلس میں یہ ذکر چلا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں جو بھی شریک ہوا اس کو دنیا میں بھی جلد ہی سزا مل گئی اور وہ بُری موت مرا۔ اُس شخص نے کہا: اے عراقیو! تم کتنے جھوٹے ہو، دیکھو میں خود اُن کے قتل میں شریک تھا، میرا کچھ بھی نہیں بگڑا۔ یہ شخص مجلس سے اُٹھ کر گھر گیا، اُس نے جلتے ہوئے چراغ میں اور تیل ڈال کر بتی کو اپنی انگلی سے ذرا بڑھایا ہی تھا کہ پوری بتی میں آگ لگ گئی، جسے وہ اپنی تھوک سے بجھا رہا تھا کہ اُس کی داڑھی میں آگ لگ گئی۔ وہ وہاں سے دوڑا اور پانی میں کود پڑا تاکہ آگ بجھ جائے، لیکن آخر کار جب اُسے دیکھا تو وہ جل کر کوئلہ ہوگیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے دنیا ہی میں دکھا دیا کہ تیری شرارت کا یہ انجام ہے۔

یزیدیوں کے امام یزید کا بدانجام

تمام مؤرخین متفق ہیں کہ شہادتِ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بعد یزید کو بھی ایک دن چین نصیب نہ ہوا۔ تمام اسلامی ممالک میں خونِ شہدا کا مطالبہ اور بغاوتیں شروع ہوگئیں۔ اُس کی زندگی اس کے بعد دو سال آٹھ ماہ اور ایک روایت میں تین سال آٹھ ماہ سے زائد نہیں رہی۔ دنیا میں بھی اُس کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا اور اُسی ذلت کے ساتھ ہلاک ہوگیا۔ (تفصیل لعنت بر یزید) میں ہے۔

کوفہ پر مختار کا تسلط اور تمام قاتلانِ حسین کی عبرتناک ہلاکت

قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ پر طرح طرح کی آفات ارضی وسماوی کا ایک سلسلہ تو تھا ہی۔

واقعۂ شہادت سے پانچ ہی سال بعد ۶۶ھ میں مختار ثقفی نے قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ سے قصاص لینے کا ارادہ ظاہر کیا تو عام مسلمان اُس کے ساتھ ہو گئے اور تھوڑے عرصہ میں اُس کو یہ قوت حاصل ہوگئی کہ کوفہ اور عراق پر اس کا تسلط ہو گیا اور اس نے اعلانِ عام کر دیا کہ قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ کے سوا سب کو امن دیا جاتا ہے اور قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ کی تفتیش و تلاش پر پوری قوت خرچ کی اور ایک ایک کو گرفتار کر دیا۔ ایک روز میں دو سو اڑتالیس آدمی اس جرم میں قتل کیے گئے کہ وہ قتل حسین رضی اللہ عنہ میں شریک تھے۔

عمرو بن حجاج زبیدی

یہ پیاس اور گرمی میں بھاگا۔ پیاس کی وجہ سے بے ہوش ہو کر گر پڑا، ذبح کر دیا گیا۔

شمر ذی الجوشن

یہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں سب سے زیادہ شقی اور سخت بد بخت تھا، اس کو قتل کر کے لاش کتوں کے سامنے ڈال دی گئی۔

عبداللہ بن اُسید جھنی، مالک بن بشیر بدی، حمل بن مالک

ان سب کا محاصرہ کر لیا گیا۔ انہوں نے رحم کی درخواست کی۔ مختار نے کہا ظالمو! تم نے سبط رسول اللہ پر رحم نہ کھایا، تم پر کیسے رحم کیا جائے۔ سب کو قتل کیا گیا اور مالک بن بشیر نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ٹوپی اُٹھائی تھی، اس کے دونوں ہاتھ دونوں پیر کاٹ کر میدان میں ڈال دیئے، وہ تڑپ تڑپ کر مر گیا۔

عثمان بن خالد اور بشیر بن ثمیط

اس نے امام مسلم بن عقیل کے قتل میں اعانت کی تھی، اُن کو قتل کر کے جلا دیا گیا۔

عمرو بن سعد

یہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلے پر لشکر کی کمان کرتا رہا۔ اس کو قتل کر کے اس کا سر مختار کے سامنے لایا گیا اور مختار نے اس کے لڑکے حفص کو پہلے سے اپنے دربار میں بٹھا رکھا تھا۔

جب یہ سر مجلس میں آیا تو مختار نے حفص سے کہا تو جانتا ہے یہ سر کس کا ہے؟ اس نے کہا ہاں، اس کے بعد مجھے بھی اپنی زندگی پسند نہیں۔ اس کو بھی قتل کر دیا گیا اور مختار نے کہا کہ عمر بن سعد کا قتل تو حسین رضی اللہ عنہ کے بدلے میں ہے اور حفص کا قتل علی بن حسین کے بدلہ میں ہے اور حقیقت یہ ہے کہ پھر بھی برابری نہیں ہوئی۔ اگر میں تین چوتھائی قریش کو بدلے میں قتل کر دوں تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ایک انگلی کا بھی بدلہ نہیں ہوسکتا۔

حکیم بن طفیل

اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو تیر مارا تھا، اس کا بدن تیروں سے چھلنی کر دیا گیا اور اسی میں ہلاک ہوا۔

زید بن رفاد

اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بھتیجے مسلم بن عقیل کے صاحبزادے عبداللہ کو تیر مارا۔ اس نے ہاتھ سے اپنی پیشانی چھپائی، تیر پیشانی پر لگا اور ہاتھ پیشانی کے ساتھ خراب ہو گیا۔ اس کو گرفتار کر کے اوّل اس پر تیر مارے گئے، پتھر برسائے گئے، پھر زندہ جلا دیا گیا۔

سنان بن انس

اس نے امام کا سر مبارک کاٹنے کا اقدام کیا تھا، کوفہ سے بھاگ گیا۔ اس کا گھر منہدم کر دیا گیا۔

فیصلہ

قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ کا یہ عبرتناک انجام معلوم کر کے بے ساختہ یہ آیت زبان پر آتی ہے

كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝

(سورۂ القلم، آیت نمبر ۳۳)

مار ایسی ہوتی ہے اور بے شک آخرت کی مار سب سے بڑی کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے۔

فائدہ

یہ تو آخرت میں سب دیکھیں گے کہ ان ظالموں کا حشر کیسے ہوگا، لیکن اللہ تعالیٰ نے

بعض نمونے دنیا میں بھی دکھا دیئے۔

یزید کے غازیوں پر دنیوی عذاب کی فہرست

(۱) ظالموں کی فوج میں جو پیلے رنگ کی گھاس رکھی تھی، وہ راکھ ہوگئی۔

(۲) ان ظالموں نے اپنے لشکر میں ایک اونٹنی ذبح کی تو اس کے گوشت میں آگ کی چنگاریاں نکلتے دیکھیں۔

(۳) جب اُس کا گوشت پکایا تو وہ اندرائن کی طرح کڑوا زہر ہوگیا۔

(۴) ایک شخص نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے گستاخ باتیں کیں تو خدائے جبار وقہار نے اُس پر دو آسمانی ستارے پھینکے، جن سے اس کی قوتِ بصارت جاتی رہی۔

فائدہ

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کے گندے کرتوتوں کی وجہ سے مقابلہ فرمایا۔ خود اور کنبہ اور لشکر راہِ خدا میں شہید ہوئے لیکن یزید کا انجام بہت بُرا ہوا۔

حضرت امام حسین کی شہادت کے بعد

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد خبیث یزید کے لیے عیش وعشرت کے دروازے کھل گئے۔ زنا، حرام کاری اور شراب نوشی عام ہوگئی اور وہ اپنی طغیانی اور سرکشی میں اس قدر بڑھا کہ اس نے مسلم بن عقبہ کو بارہ ہزار کا لشکر دے کر مدینہ طیبہ کی بربادی کے لیے بھیجا۔ ۶۳ھ میں اس لشکر نے مدینہ شریف میں آکر وہ طوفان بدتمیزی برپا کیا۔

اس نامراد لشکر نے سات سو جلیل القدر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شہید کیا اور ان کے ساتھ مزید دس ہزار عوام کو تہ تیغ کیا۔ بے شمار لڑکیوں اور عورتوں کو قید کرلیا اور دیگر افراد کے گھروں کے ساتھ اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کا گھر تک لوٹ لیا۔ مسجد نبوی کے ستونوں سے گھوڑے باندھے اور اس مقدس سرزمین کو گھوڑوں کی لید اور پیشاب سے ناپاک اور پلید کیا، جس کی وجہ سے مسلمان تین روز تک اس مسجد میں نماز ادا نہ کرسکے۔ غرضیکہ اس یزیدی لشکر نے وہاں پر ایسی ایسی حرکتیں کیں کہ الفاظ میں بیان نہیں ہوسکتیں۔

جو وہاں نہ ہونا تھا سب کچھ ہی ہو گیا   بیدار فتنہ ہو گیا ایمان سو گیا

حضرت عبداللہ بن حنظلہ کا بیان ہے کہ مدینہ شریف میں یزیدی لشکر نے اس قدر بُری اور ناشائستہ حرکات کیں کہ ہمیں خوف ہو گیا کہ کہیں اس کی بدکاری کی وجہ سے آسمان سے پتھر نہ برسنے لگیں۔ اس کے بعد یہ لشکر مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوا اور وہاں بھی یزیدیوں نے بہت سے صحابہ کرام کو شہید کیا، خانۂ کعبہ پر سنگ باری کی، جس سے جائے طواف پتھروں سے بھر گئی اور مسجد حرام کے کئی ستون ٹوٹ کر گر پڑے۔ ان ظالموں نے کعبہ شریف کے غلاف اور چھت تک کو جلا دیا، جس کی وجہ سے مکہ معظّمہ کئی روز تک بغیر لباس کے رہا۔ یزید اس ظلم و تشدد کے ساتھ تین سال سات مہینے تک تخت سلطنت پر رہا اور بالآخر ۱۵/ربیع الاول ۶۴ھ کو ملک شام کے ایک شہر حمص میں اُنتالیس سال کی عمر میں فوت ہو گیا۔

(۵) یزید کے مرنے کے بعد عراق، یمن، حجاز اور خراسان والوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر کے دست حق پرست پر اور اہلِ مصر و شام نے معاویہ بن یزید کے ہاتھ پر اسی ربیع الاول شریف کے مہینے میں بیعت کی۔ حضرت معاویہ یزید کا لڑکا نیک اور صالح تھا اور اپنے باپ کے افعال و عادات کو بُرا جانتا تھا۔ دو تین ماہ حکومت کرنے کے بعد وہ بھی ۲۱/سال کی عمر میں فوت ہو گیا تو مصر اور شام والوں نے بھی حضرت عبداللہ بن زبیر کے مقدس ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اُس کے کچھ دنوں بعد مروان بن حکم نے خروج کیا اور مصر و شام پر قبضہ کر لیا۔ پھر ۶۵ھ میں اس کے انتقال کے بعد اُس کا بیٹا عبدالملک سلطنت کا مالک ہوا اور مختار بن عبید ثقفی کوفہ کا گورنر مقرر ہوا۔ مختار نے اقتدار سنبھالنے کے بعد عمرو بن سعد کو اپنے دربار میں طلب کیا، ابن سعد کا بیٹا حفص حاضر ہوا۔ مختار ثقفی نے پوچھا تمہارا باپ کہاں ہے؟ اُس نے کہا خلوت نشین ہو گیا ہے۔ یہ سن کر وہ غصے سے کہنے لگا کہ حضرت امام حسین کی شہادت کے دن وہ کیوں خلوت نشین نہ ہوا اور اب وہ تیرے یزید کی حکومت کہاں ہے جس کی خواہش میں اُس نے اولادِ پیغمبر سے بے وفائی کی تھی۔

اس کے بعد مختار ثقفی نے حکم دیا کہ ابن سعد، اُس کے بیٹے اور شمر لعین کی فوراً گردنیں

ماردی جائیں۔ چنانچہ ان کے سروں کو قلم کر کے امام عالی مقام کے بھائی حضرت محمد بن حنفیہ کے پاس مدینہ شریف بھجوا دیا گیا۔ پھر شمر کی لاش پر گھوڑے دوڑا کر ریزہ ریزہ کر دیا۔ یہ شمر لعین امام عالی مقام کا قاتل اور ابن سعد اس لشکر کا سربراہ تھا۔

اے ابن سعد رے کی حکوت تو کیا ملی ظلم و جفا کی جلد ہی تجھ کو سزا ملی
رسوائے خلق ہوگئے برباد ہوگئے مردود تم کو ذلت ہر دوسرا ملی

ہمتِ مردانہ

مختار ثقفی نے حکم جاری کیا کہ جو جو شخص میدانِ کربلا میں ابن سعد کے لشکر میں شامل تھا اُسے جہاں پاؤ مار ڈالو۔ یہ سنتے ہی لوگوں نے بصرہ کی طرف بھاگنا شروع کر دیا۔ لشکر مختار نے تعاقب کرتے ہوئے جس کو جہاں پایا وہیں قتل کر دیا۔ خولی بن یزید کو زندہ گرفتار کر کے مختار ثقفی کے سامنے پیش کیا گیا۔ انہوں نے حکم دیا کہ اس کے چاروں ہاتھ پاؤں کاٹ کر سولی پر چڑھا دیا جائے اور اس کے بعد اس کی لاش کو آگ میں جلا دیا جائے۔

اس طرح قاتلانِ اہلِ بیت کو جس کی تعداد تقریباً چھ ہزار تھی۔ مختار نے طرح طرح کے عذاب دے کر ہلاک کرا دیا۔ جب تمام دشمنانِ اہلِ بیت قتل ہو چکے تو اب ابن زیاد کی باری آئی، جو واقعۂ کربلا کے وقت کوفہ کا گورنر تھا۔ ان دنوں وہ تیس ہزار افراد کے لشکر کے ساتھ موصل میں جا رہا تھا۔ مختار ثقفی نے ابراہیم بن مالک اشتر کو فوج دے کر اُس کے مقابلے کے لیے روانہ کیا۔ موصل سے پندرہ کوس دور دریائے فرات کے کنارے پر دونوں لشکروں میں سارا دن لڑائی جاری رہی۔ بالآخر شام کے وقت ابن زیاد کے لشکر کو شکست فاش ہوئی اور وہ میدان سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

قتل عام

ابراہیم اشتر نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ جو دشمن سامنے آئے اُس کی گردن ماردی جائے۔ چنانچہ لشکر نے تعاقب کر کے بہت سے دشمنوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا اور اُسی ہنگامے میں ابن زیاد بھی ۱۰ محرم ۶۷ھ کو فرات کے کنارے عین اسی دن اور اُسی جگہ مارا گیا

جہاں اس ظالم نابکار کے حکم سے امام عالی مقام کو شہید کیا گیا تھا۔

ابن زیاد کا سر

لشکریوں نے ابن زیاد کا سر کاٹ کر ابراہیم کے سامنے حاضر کیا اور انہوں نے مختار کے پاس کوفہ بھجوا دیا۔ مختار ثقفی نے دربار کو خوب آراستہ پیراستہ کیا اور اہلِ کوفہ کو جمع کر کے ابن زیاد کا سر عین اُسی جگہ رکھوایا جہاں اس نابکار نے امام عالی مقام کا سر رکھا تھا۔ پھر اُنہوں نے کوفہ والوں کو کہا کہ دیکھ لو امام عالی مقام کے ناحق خون نے ابن زیاد کو بھی نہ چھوڑا اور اس کا سر بھی آج اُسی جگہ نہایت ذلت و رسوائی کے ساتھ رکھا ہوا ہے۔

اژدھا اور غازی

ابن زیاد اور اُس کے لشکر کے سرداروں کے سر مختار ثقفی کے سامنے لا کر رکھے گئے تو اچانک بڑا اژدھا ظاہر ہوا اور سب سروں کو چھوڑ کر ابن زیاد کے نتھنوں میں گھس گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد منہ سے باہر نکلا پھر اندر گیا، پھر باہر آیا۔ غرضیکہ تین بار اندر گیا اور پھر باہر نکل کر غائب ہو گیا۔

مؤرخین نے لکھا ہے کہ مختار ثقفی کی جنگ میں اہلِ شام کے ستّر ہزار افراد مارے گئے اور اس طرح حدیث شریف میں اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ پورا ہوا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے خون کے بدلے ستّر ار ہزار بدبخت مارے جائیں گے۔

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

فائدہ

امام عالی مقام سید الشہد احضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ایک ایسا عظیم سانحہ ہے کہ آج تک دشت کربلا میں بہنے والے اُن کے خون کے ایک ایک قطرے کے بدلے دنیا اپنے اشکوں کا سیلاب بہا چکی ہے اور بغیر کسی مبالغے کے یہ کہا جا سکتا ہے کہ دنیا کے کسی المناک حادثے پر اس قدر آنسو نہ بہے ہوں گے، جس قدر اس حادثے پر بہہ چکے ہیں۔

اسی طرح اور بھی بے شمار واقعات ہیں جنہیں بوجہ خوفِ طوالت بیان نہیں کیا جاتا ایسے

لوگوں کے لیے کسی شاعر نے کہا ہے

چندیں اماں ندادکہ شب را سحر کند

چونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اس فتنے کا علم ہو گیا تھا اسی لیے وہ آخر عمر میں یہ دعا کیا کرتے تھے کہ یا اللہ! میں تیرے سے پناہ مانگتا ہوں ساٹھویں سال اور نوعمروں کی امارت سے، ہجرت سے ساٹھویں سال ہی یزید جیسے نوعمر کی خلافت کا قضیہ چلا اور یہ فتنہ پیش آیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

فائدہ

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا یزید کے مقابلہ کے لیے کھڑا ہونا باطل کی بالا دستی کو مٹانے اور حق کو بلند و بالا کرنے کے لیے کھڑا ہونا باطل کی بالا دستی کو مٹانے اور حق کو بلند و بالا کرنے کے لیے تھا لیکن بدقسمت خارجی گروہ کہتا ہے کہ معاذ اللہ امام حسین نے یزید کے ساتھ ناحق مقابلہ کیا اسی لیے وہ باغی ہو کر مرے۔ اس گروہ کے متعلق کچھ باتیں عرض کروں گا۔

حسین کا دشمن اندھا

محمد بن صلت ابدی نے ربیع بن منذر توری اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے آکر امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اطلاع دی اور وہ اندھا ہو گیا جس کو دوسرا آدمی کھینچ کر لے گیا۔

حسین کے دشمن دنیوی عذاب میں

ابن عینیہ کا بیان ہے کہ مجھ سے میری دادی نے کہا قبیلہ جعفین کے دو آدمی جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں شریک تھے جن میں سے ایک کی شرمگاہ اتنی لمبی ہوئی کہ وہ مجبوراً اس کو لپیٹتا تھا اور دوسرے آدمی کو اتنا سخت استسقا ہو گیا کہ وہ پانی کی بھری ہوئی مشک کو منہ سے لگا لیتا اور اس کی آخری بوند تک چوس جاتا۔

ابن زیاد پر اژدھا کا حملہ

عمارہ بن عمیر نے بیان کیا کہ جب عبید اللہ بن زیاد اور اُس کے ساتھیوں کے سر لا کر

مسجد کے برآمدے میں برابر رکھے گئے اور میں اس وقت ان لوگوں کے پاس پہنچا جب کہ وہ لوگ کہہ رہے تھے وہ آ گیا وہ آ گیا کہ اتنے میں ایک سانپ نے آ کر اُن سروں میں گھسنا شروع کیا اور عبید اللہ بن زیاد کے نتھنے میں گھستا اور اُس میں تھوڑی دیر ٹھہر کر باہر آ جاتا۔ نا معلوم کہاں سے آیا اور کہاں گیا۔ اس واقعہ کو امام ترمذی نے بیان کر کے اس کی سند کو بھی صحیح حسن کہا ہے۔

چنگاری لگنے سے اندھا ہو گیا

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ایک شخص نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو فاسق ابن فاسق کہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر دو چھوٹے ستارے چنگاریوں کی مانند اتار کر اُسے اندھا کر دیا۔ (صواعق صفحہ ۱۹۴)

یزید کے چیلے مسلم بن عقبہ کا انجام

مسلم بن عقبہ نے مدینہ طیبہ میں وارد ہو کر لوگوں کو یزید کی بیعت کرنے کی دعوت دی تو اُس نے اُسے قتل کر دیا۔ اُس کی ماں نے قسم کھائی کہ بدلہ لوں گی اگر مر گیا تو اُس کی قبر کھود کر لاش جلاؤں گی جب مسلم بن عقبہ مرا تو مائی صاحبہ نے غلام کو فرما کر اُس کی قبر کھدوائی۔ جب لاش کے قریب پہنچی تو دیکھا اُس کی گردن کو اژدہا لپٹا ہوا ہے اور اس کی ناک میں گھس کر اُسے چوس رہا ہے۔ (ابن عساکر، طی الفراسخ)

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دشمن

ابو نعیم اور ابن عساکر نے اعمش سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر پاخانہ کر دیا (معاذ اللہ) تو وہ پاگل ہو گیا اور کتوں کی طرح بھونکنے لگا۔ جب وہ مر گیا تو اس کی قبر میں سے کتوں کے بھونکنے کی آواز آتی تھی۔ (طبقات مناوی از جمال اولیاء صفحہ ۳۴)

فائدہ

حقیقت میں اہلِ بیت کا دشمن کتوں سے بھی بدتر ہے کہ دنیا کا کتا تو زندگی میں بھونکتا

ہے لیکن اہلِ بیت کا دشمن کتا ہو کر مرتا ہے اور مرنے کے بعد بھی بھونکتا ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ والوں کی شخصیات ہی قابلِ قدر ہیں، نیز اُن کے مزارات بھی احترام کے مستحق ہوتے ہیں۔

امام عالی مقام کے اُونٹ

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی قدس سرہ اپنی کتاب شواہد النبوۃ میں لکھتے ہیں کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے چند اونٹ جو بچ گئے تھے انہیں ظالموں نے ذبح کر دیا اور اس کے کباب بنائے، ان کا ذائقہ اس قدر تلخ تھا کہ اُن کے گوشت میں سے کسی کو کھانے کی ہمت نہ ہوئی۔

فائدہ

یہ سزا فرعون کی قوم کی اس سزا کے مشابہ ہے جس میں بنی اسرائیل کے لیے پانی بدستور اپنی اصلی حالت میں تھا لیکن فرعونیوں کے لیے خون بن گیا، یہاں تک کہ جس برتن سے بنی اسرائیل پانی لیتے تو پانی ہی ہوتا لیکن جب فرعونی اس سے پانی لیتا تو وہ خون ہوتا۔ اُن کے طعاموں میں جوئیں پڑ گئیں یہاں تک کہ اگر وہ بنی اسرائیل سے طعام لیتے تو اُس میں بھی جوئیں پڑ جاتیں۔

یزید پر قھر خداوندی

یزید کے مرنے کے بعد اُس کی قبر پر خشت باری کی جاتی تھی اب لوگوں نے وہاں عمارتیں بنالی ہیں چنانچہ یزید کی قبر پر لوہا، کانچ گلانے کی بھٹی لگی ہوئی ہے گویا یزید کی قبر پر ہر وقت آگ جلتی رہتی ہے یہاں تک کہ قبر کا نام ونشان تک نہیں رہا۔

نیرنگئ زمانہ

ہماری بدقسمتی سمجھئے یا نیرنگی زمانہ کہ ہمارے دور میں ایسے بدبخت بھی پیدا ہو گئے ہیں جو امام حسین رضی اللہ عنہ کی موت کو باغیانہ موت سے تعبیر کرتے ہیں۔ بدمست شوم بخت خبیث یزید کو (امیر المومنین) وغیرہ کو حالانکہ خلیفہ راشد سیدنا عمر بن عبدالعزیز نے اُسی شخص کو بیس کوڑے مروائے جس نے یزید کو ’’امیر المومنین‘‘ کہا۔ (صواعق المحرقہ صفحہ ۲۲۲،۲۱۹)

کاش آج سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ زندہ ہوتے اور ہم اُن سے درخواست کرتے

کہ ہمارے ملک ہندوستان میں ایک نہیں لاکھوں اور وہ بھی عام آدمی نہیں بلکہ بڑے دین دار بلکہ دین کے اونچے ٹھیکیدار ہیں، ذرا براہ کرام ان کی بھی خبر لیجئے۔ لیکن افسوس کہ وہ ہمارے دور سے پہلے دنیا سے رخصت ہوئے۔ ان شا اللہ تعالیٰ کل قیامت میں ہم تو امام حسین رضی اللہ عنہ کے جھنڈے تلے ہوں گے اور یہ یزید کی لنگوٹی میں۔ دیکھئے اس دن کیا سماں بندھے گا۔

ازالۂ وھم

یزید پرست کہتے ہیں کہ یزید نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم نہیں دیا تھا اور نہ ہی اس فعل سے راضی تھا، یہ بھی باطل ہے۔

قال العلامة التفتازانی فی شرح العقائد النسقیه والحق ان رضی یزید یقتل الحین واستبشارہ بذالك واهانة اهل بیت النبی ﷺ مما تواتر معناہ وان کان تفاصیلة احاد انتهی۔

اور بعض کہتے ہیں کہ قتل امام رضی اللہ عنہ گناہِ کبیرہ ہے نہ کہ کفر اور لعنت مخصوص بکفار ہے یہ بھی غلط ہے۔

کیا یہ جانتے ہیں کہ کفر ایک طرف خود ایذائے رسول الثقلین کیا ثمرہ رکھتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ وَ اَعَدَّ لَہُمۡ عَذَابًا مُّہِیۡنًا O (سورۃ الاحزاب، آیت نمبر ۵۷)

بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لیے ذلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ اس کے خاتمے کا حال معلوم نہیں شاید اس نے کفر و معصیت کے بعد توبہ کی ہو۔ وقت موت کے تائب ہو گیا۔ امام غزالی کا (احیاء العلوم) میں اسی طرح رجحان ہے۔

جواب

توبہ کا احتمال ہی احتمال ہے۔ واہ اس بے سعادت نے اس اُمت میں وہ کچھ کیا ہے کہ

کسی نے نہیں کیا۔شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ اہلِ بیت کے بعد مدینہ منورہ کی تخریب واہالیانِ مدینہ کی شہادت وقتل کے واسطے لشکر بھیجا۔تین روز تک مسجد نبوی بے اذان و بے نماز رہی۔ اس کے بعد حرم مکہ میں لشکر کشی کی، عین حرم کعبہ میں حضرت عبداللہ ابن زبیر کو شہید کرایا اور ان کی بُرائیاں بیان کیں۔واللہ اعلم

لعنت یزید

اسلاف واعلام اُمت سے اس شقی پر لعن تجویز کرتے ہیں۔ چنانچہ علامہ تفتازانی نے اس پر اور اس کے اعوان پر لعنت کی ہے اور بعض نے اس معاملہ میں توقف کیا ہے۔ پس مسلک اسلم یہ ہے کہ اس شقی کو مغفرت وترحم سے ہرگز یاد نہیں کرنا چاہیے اور اس کے لعن سے کہ عرف میں مختص بکفار ہے، اپنی زبان کو روکنا چاہیے۔

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ، مولانا نعیم الدین مرادآبادی، مولانا امجد علی، مولانا حشمت علی، مفتی احمد یار خاں گجراتی، استاذی علامہ سردار احمد محدث اعظم پاکستان رحمہم اللہ کا مسلک بھی یہی ہے جو ان کی تصانیف سے واضح ہے۔تمام امت کا مسلک ہے کہ یزید فاسق وفاجر، ظالم، شرابی اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والا، اہلِ بیت کی توہین کرنے والا، حرمین شریفین کی بے حرمتی کرنے والا ہے، لہٰذا اس کو مغفرت وغیرہ سے یاد نہیں کرنا چاہیے۔ ہاں اختلافِ علماء ربانی کا اس مسئلہ میں ہے کہ اس پر لعنت کرنا جائز ہے یا نہیں۔بعض لعنت کے قائل ہیں اور بعض نے خاموشی اختیار کی ہے۔یہی مسلک رائج ہے۔ (واللہ واعلم)

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق اُمت کا عقیدہ ہے کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ صحابی جلیل اور اہلِ بیت رسول ہونے، صحابی ہونے کی وجہ سے تقی القلب، نقی الباطن، ذکی النسب علی النسب وفی العلم، صفی الاخلاق اور قوی العمل تھے۔اس لیے عقائد اہلِ سنت وجماعت کے اندر شامل ہے کہ ادب واحترام کے ساتھ ان سے محبت وعقیدت رکھنا، ان کے بارے میں بدگوئی، بدظنی، بدکلامی اور بداعتمادی سے بچنا فریضہ شرعی ہے اور ان کے حق میں بدگوئی

اور بد اعتمادی رکھنے والا فاسق وفاجر ہے۔

سوال

بخاری جلد اول کتاب الجہاد حضرت اُم حرام رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے کہ میری اُمت کا لشکر جو قیصر روم کے شہر قسطنطنیہ پر جہاد کرے گا، اس کی بخشش ہوگی۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی ان میں جاؤں گی؟ آپ نے فرمایا نہیں۔

یہ جہاد ہوا۔ اس کا امیر لشکر یزید بن معاویہ تھا، اس میں بھی بہت سے صحابہ شریک تھے جیسے ابن عمر اور ابن عباس اور ابن زبیر اور ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اس لشکر کو حضرت نے مغفور فرمایا ہے لہٰذا یزید کی خلافت صحیح ہے اور وہ جنتی ہے۔ یہ خارجیوں کی سب سے بڑی دلیل ہے جو یزید پرستوں کی طرف سے پیش کی جاتی ہے اور اس حدیث سے بعض نے نتیجہ نکالا ہے جیسے یزید کی خلافت صحیح ہے اور وہ بہشتی ہے۔ میں کہتا ہوں سبحان اللہ!

جواب

اس حدیث سے یہ کہاں نکلتا ہے کہ یزید کی خلافت صحیح ہے کیونکہ جب یزید قسطنطنیہ پر چڑھائی کر کے گیا تھا اُس وقت حضرت امیر معاویہ زندہ تھے، ان کی خلافت تھی اور ان کی خلافت تاحیات باتفاق علما صحیح تھی۔ اسی لیے امام برحق جناب حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت ان کو تفویض کی تھی۔ اب لشکر والوں کو بخشش ہونے سے لازم نہیں آتا کہ اس کا ہر فرد بخشا جائے اور بہشتی ہو۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک شخص خوب بہادری سے لڑ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا وہ دوزخی ہے۔ بہشتی اور دوزخی ہونے میں خاتمہ کا اعتبار ہے۔ یزید نے پہلے بڑا اچھا کام کیا کہ قسطنطنیہ پر چڑھائی کی مگر خلیفہ ہونے کے بعد تو اس نے وہ گند پیٹ سے نکالے کہ معاذ اللہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرایا، اہلِ بیت کی اہانت کی، جب سرِ مبارک امام کا آیا تو مردود کہنے لگا میں نے بدر کا بدلہ لے لیا ہے، مدینہ منورہ پر چڑھائی کی، حرم مقدس میں گھوڑے باندھے، مسجد نبوی اور قبر شریف کی توہین کی۔ ان گناہوں کے بعد بھی کوئی یزید کو مغفور اور بہشتی کہہ سکتا

ہے؟؟؟ امام قسطلانی نے کہا ہے کہ یزید امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل سے خوش اور راضی تھا اور اہلِ بیت کی اہانت پر بھی۔ اور یہ امر متواتر ہے، اس لیے ہم اس کے بارے میں توقف نہیں کرتے بلکہ اس کے ایمان میں ہم کو کلام ہے۔ اللہ کی لعنت اس، پر اس کے مددگاروں پر۔ (تیسر الباری شرح بخاری جلد جلد ا صفحہ ۱۲۵)

فیصلہ اہلِ سنت

تمام مفسرین، محدثین، ائمہ کرام، علمائے ربانی، اولیائے یزدانی اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور یزید فاسق وفاجر تھا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میری اُمت کا گمراہی پر اجماع نہیں۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی و دیگر اولیاء کرام وعلمائے اسلام فرماتے ہیں کہ یزید بد بخت فاسقوں کے زمرہ میں سے ہے، اس کی بد بختی میں کسی کو کلام نہیں۔ جو کام اس بد بخت نے کیا ہے کوئی کافر فرنگ بھی نہیں کرتا۔ (مکتوبات شریف ۵۴، ۲۵۱)

هذا آخر مارقمه قلم

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی

بہاولپور۔ پاکستان

شب اتوار ۴ بجے ۱۰ محرم الحرام ۱۴۱۵ھ

Yazeed ke Ghazi

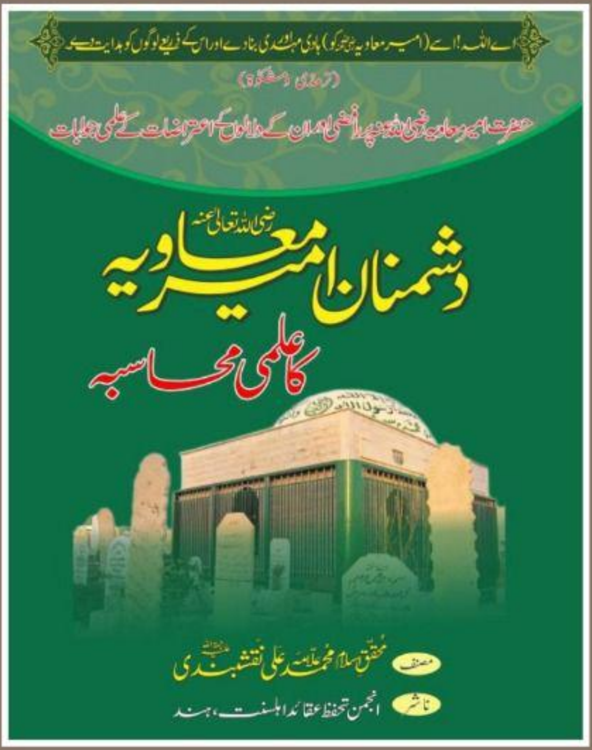

کتاب ملنے کے پتے

☆ آفس تحفظ عقائد اہلسنت، سعید الٰہیہ مسجد نیا اسلام پورہ، مالیگاؤں (8698273715)

☆ قادری کتاب گھر، اکھاڑہ مسجد، اسلام پورہ، مالیگاؤں (8975790997)

☆ اجالا موبائیل پوائنٹ، بسم اللہ باغ، نیا سلاٹر روڈ، مالیگاؤں (9272606631)

☆ مدینہ کتاب گھر، مدینہ مسجد، جونا آگرہ روڈ، مالیگاؤں (9325028586)

☆ مکتبہ سمنانی، مسجد کلثوم اشرفی، رمضان پورہ مالیگاؤں (8208872086)